نقطۂ نظر

ڈاکٹر محمد غطریف شہباز ندوی

کائنات کا آغاز وارتقا: قرآنی بیانات اور سائنسی حقائق کے درمیان تطبیق کی راہ

(۳)

[''نقطۂ نظر'' کا یہ کالم مختلف اصحاب فکر کی نگارشات کے لیے مختص ہے۔ اس میں شائع ہونے والے مضامین سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

زمین پر زندگی

اس سلسلہ میں اسکالر جمشید اختر کی تشریح کی طرف قارئین کی توجہ ضرور مبذول کرانا چاہیں گے جس میں انھوں نے مختلف قرآنی آیات کی ترتیب سے ایک نیا بیانیہ مرتب کرنے کی کوشش کی ہے۔ جس میں قرآنی بیانات اور سائنسی بیانیہ میں تطبیق کی صورت نکل آتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''انسان اور پودے ایک ہی طرح سے زمین سے پیدا کیے گئے ہیں (نوح ۷۱: ۱۷)۔ اور یہ عمل مرحلہ وار ہوا ہے (نوح ۷۱: ۱۴)۔ انسان کی شکل اسے اپنی تخلیق (اپنی بالکل بنیادی شکل میں) کے بعد ملی ہے (الاعراف ۷: ۱۱)۔ اور اسے کھڑا ہونے کی صلاحیت ایک انتہائی خوب صورت منصوبے کے ذیل میں دی گئی (التین ۹۵: ۴)۔ تخلیق کے بنیادی اجزا دھول (الحج ۲۲: ۵۔ الکہف ۱۸: ۳۷۔ الروم ۳۰: ۲۰۔ فاطر ۳۵: ۱۱۔ الغافر ۴۰: ۶۱)۔ اور پانی (طور ۵۲: ۴۴) ہیں۔ تخلیق کا واقعی عمل مٹی سے شروع ہوا (السجدہ ۳۲: ۷)۔ اس عمل میں مالیکیولز کے چپک جانے کے عمل نے (العلق ۹۶: ۲)۔ اور پانی کی ایک بہت کم مقدار نے اہم حصہ ادا کیا (عبس ۸۰: ۱۹)۔ رقیق

ایک مکسچر بن گیا جس میں molecules شامل ہو چکے تھے (الدھر ۷۶: ۲)۔ اس میں ایک مکروہ بو پیدا ہو چکی تھی (ناتمام مالیکولز میں سخت بو ہوتی ہے (المرسلات ۷۷: ۲۰)۔ یہ پورا عمل ایک محفوظ اور غیر متحرک جگہ پر ہوا (المرسلات ۷۷: ۲۱)۔ اور اس میں اتنا وقت لگا جس کا صحیح علم صرف خالق ہی کو معلوم ہے (المرسلات ۷۷: ۲۲)۔ مٹی سے پیدا ہونے کے عمل میں ایک چیز سے دوسری چیز نکالنے کا عمل (سلالہ) شامل تھا (المومنون ۲۳: ۱۲)۔ آیات میں اس عمل کے مختلف مراحل کا پتا چلتا ہے جس میں نامیاتی مالیکیولز بہ تدریج غالب ہوتے گئے (المائدہ ۵: ۲۲)۔ وقت گزرنے کے ساتھ زندگی واضح روپ اختیار کرنے لگی (الحجر ۱۵: ۵۱)۔ جس میں ہڈیوں کی ساخت سے ایک اندرونی سپورٹ پیدا ہوئی جو بتدریج tissues اور muscles سے ڈھانپی گئی (المومنون ۲۳: ۴)۔ اس کے بعد زندگی میں آواز پیدا کرنے کی صلاحیت پیدا کی گئی (الحجر ۱۵: ۲۶۔ الصافات ۳۷: ۱۱)۔ اور پھر انسانی جسم کی صورت گری کی گئی جو مٹی کے برتن بنانے سے مشابہ تھی، تاکہ آواز کی صلاحیت کو کنٹرول کرنے کی استطاعت دی جا سکے (الرحمٰن ۵۵: ۱۴)۔ جینیاتی اطلاعات کو مکس کرنے اور ان کا تبادلہ کرنے میں جنس (نر و مادہ) کی پیدایش نے اہم کردار ادا کیا۔ تخلیق میں ایک ترتیب رکھ (دے) کر آیات السجدہ (۷، ۸، ۹) یہ واضح کرتی ہیں کہ دھول سے زندگی کے آغاز اور جدید انسان کی پیدایش کے درمیان مختلف مراحل سے گزرنے میں ہر مرحلہ کی مختلف نسلیں پیدا کی گئیں۔ قرآن ایک تمثیلی آیت (البقرہ ۲: ۲۶۰) کے مالیکولز میں پائے جانے والے ایک خصوصی میلان کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اس کے علاوہ زندگی کی پیدایش میں چار بنیادی یونٹس کا رول اور teleonomic مقصد کی سمت زندگی کے ارتقا میں کود کر چلنے یا اچھل کر چلنے سے مماثلت کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس پورے عمل میں ایسا لگتا ہے کہ ایک ایسا طویل وقفہ گزرا جس میں زندہ اجسام بے نام اور حقیر رہے (الدھر ۷۶: ۱)۔ ایسی تمام آیات زندگی کی پیدایش اور انسان کے درمیان ایک تسلسل کے وجود کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ تخلیق کی ترتیب قرآن میں چھ مقامات پر واضح طور پر بیان کی گئی ہے۔ زمین کی ابتدائی تاریخ میں ایسا لگتا ہے کہ کسی طرح کا جینیاتی ردوبدل (Genetic takeover) ہوا تھا۔ قرآن کریم کی آیات اس طرف اشارہ کرتی ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس خاص میدان میں گہری تحقیق اچھے نتائج سامنے لا سکتی ہے۔''[۴۶]

۴۶۔ In Search of our Origin، اردو ترجمہ: محمد ذکی کرمانی، قرآن کریم اور ارتقائے حیات کی جستجو، ایوروز اکیڈمی، علی گڑھ، ۲۰۱۹ء، ۱۳۴-۱۳۵۔

تاریخ عظیم یا بگ ہسٹری کیا ہے؟

عمومی طور پر تاریخ کی کتابیں، آدم سے شروع ہو کر انسانوں کے پتھر کے زمانے، خانہ بدوشی کے دور اپنے اور شکار کرنے اور پھر مکان بنانے اور بہ تدریج زراعت اور تجارت کو ترقی دینے سے شروع ہو کر موجودہ دور کے صنعتی اور مابعد صنعتی معاشرہ کے ارتقا پر ختم ہو جاتی ہیں۔ لیکن تاریخ عظیم یا بگ ہسٹری میں انسان اس سے بہت آگے جا کر پہلے بگ بینگ اور اس سے کائنات کی نشو و نما، پھر اربوں سال بعد زمین کی تشکیل اور پھر بہ تدریج ملین سالوں میں اس میں زندگی کے ظہور اور مختلف مراحل سے گزرنے کے بعد جدید انسان کے ظہور کی کہانی بیان کی جاتی ہے اور پھر تاریخ کے عمومی بیانیہ پر پہنچتے ہیں۔ امریکی مؤرخ ڈاکر کرسچین اور مشہور اسرائیلی ماہر مستقبلیات یوال نواحراری نے اس تاریخ کو مرتب کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

چنانچہ اس کی ٹائم لائن کچھ یوں بیان کی جاتی ہے: (اس کی باریک تفصیلات کو سر دست ہم نظر انداز کرتے ہیں):

☆۴۵۴۰/ارب برس قبل قدیم ترین زمین کی تشکیل ہوئی۔

☆۴۴۰۴/ارب برس قبل زمین پر پانی کا پہلی مرتبہ نمودار ہونا۔

☆۴۲۰۰/ارب برس قبل زمین پر زندگی کا قدیم ترین ظہور۔

☆۳۹۰۰/ارب برس پہلے پروکیریوٹس (Procaryotes) سے ملتے جلتے خلیوں کا ظہور، جب اولین نامیے توانائی کا حصول غیر نامیاتی مواد پر عمل تکسید (آکسیجن کی آمیزش کا عمل) کی بدولت کرتے تھے۔

☆۳۵۰۰/ارب برس قبل آخری عالم گیر مشترکہ جد امجد کا عرصۂ حیات۔ اسی میں بیکٹریا اور آرکیا (Archaea) کے درمیان تقسیم وجود میں آتی ہے۔

☆۲۸۰۰/ارب برس قبل خشکی پر انتہائی چھوٹے جان دار (microbial) کا اولین ثبوت۔

☆۸۰۰.۱۰/ارب برس قبل اولین کثیر خلوی نامیے۔

☆۱۰۵۰۰تا۵۸۰.۱۰/ارب برس قبل داکنبرین دھماکا ہوتا ہے، یعنی ارضیاتی تنوع میں اضافہ ہوتا ہے اور اچانک سے بڑے بڑے جانور ڈائنوسار وغیرہ پیدا ہوتے ہیں، جیسا کہ فوسل رکارڈ بتاتے ہیں۔

☆۴۲۰.۱۰/ارب برس قبل رے فن مچھلیاں (Ray-Finned) اریکنڈ (Arachnids) یا مفتل پایہ رکھنے والے، مثلاً بچھو، مکڑی وغیرہ اور زمینی بچھو پیدا ہوئے۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

☆ ۰.۳۹۵/ارب سال قبل ہارویسٹ مین (Harvest man)، یعنی لمبی ٹانگوں والے عنکبے ظاہر ہوئے۔

☆ ۰.۱۰/ارب سال قبل گھاس کے بڑے بڑے قطعات اور بڑی چراگاہیں اور ان میں رہنے والے جانور، سانپ اور کیڑے مکوڑے ظاہر ہوئے۔ واضح رہے ۰.۲۰ تا ۰.۳۶۳/ارب سال قبل کے درمیان کے لمبے زمانے میں خشکی کے کیڑے، بیج والے پودے اور جنگلات، شارک مچھلیاں، بھونرے، ڈائنوسار، مکھیاں، کچھوے، پھولوں والے پودے، ممالیہ جانور، دانتوں والے پرندے، شہد کی مکھیاں، حیوانوں میں مقدم انواع (primate) طوطے، پن ڈبی، وھیل مچھلی، گینڈے اور اونٹ، سؤر، بلی، ہرن، زرافے، بلے وغیرہ کا ظہور ہوا۔ اسی لمبی مدت میں اور بھی اشیا، اور نمایاں حیوانوں وغیرہ کے پیدا ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

☆ ۶.۵۰ ملین سال قبل اولین ہومانیز (Hominies) یا بندروں سے زیادہ ترقی یافتہ ہمارے اجداد سامنے آئے۔

☆ ۶.۰۰ ملین سال پہلے آسٹر الوپیتھیز (australopathenes)، یعنی چمپانزی اور انسانوں میں مشترک قریبی رشتہ دار (جواب معدوم ہو چکے ہیں) ظاہر ہوئے۔

☆ ۲۸۰ ملین سال پہلے اینتھروپیتھینسیز اور ہوموہوبالیز (Homohobilies) کے درمیان والی انواع ظاہر ہوئیں۔

۲۱۰ ملین سال پہلے مشترک خاصیتوں کی حامل انسانی شکلیں

(genus homo) والی انواع کا ظہور ہوا۔ اس کے بعد نیاندرتھل، ہومونیڈ، ہوموارکٹس افریقا میں پائے گئے۔ جنھوں نے وہاں سے پھیل کر جاوا، ساترا، یورپ اور مشرق وسطیٰ وغیرہ میں مسکن بنایا۔ نیاندرتھل کوئی ایک ہزار سال تک ہوموسیپین (جدید انسان) کے ساتھ رہتے رہے، پھر وہ اب سے تقریباً ۳۰ ہزار سال پہلے غائب ہو گئے[۴۷]۔ اس کی بہت سی وجوہات جدید نیچر لسٹ مؤرخین بیان کرتے ہیں[۴۸]۔ یوں ہوموسیپین ان پر غالب آئے اور پھر تبھی سے ہوموسیپین کی تاریخ دنیا میں شروع ہو جاتی ہے۔ اس طرح سے جدید انسان کی تاریخ کوئی ۳۰ ہزار سال پہلے تک جاتی ہے۔ البتہ مدون انسانی تاریخ جس کی تائید بائیبل بھی کرتی ہے، چھ سے

۴۷۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: جان اسکیل ایوری: ہم کون ہیں، ہم کہاں سے آئے ہیں، باب چہارم، ہمارے آباواجداد، ۱۱۵۔

۴۸۔ ملاحظہ ہو: یوال نوواحراری، Homo Sapian ۲۳-۲۴۔

تیرہ ہزار سال پہلے تک جاتی ہے۔ تاہم نئی کھدائیوں اور تحقیقات کا سلسلہ جاری ہے اور ان سے یہ قوی امکان موجود ہے کہ کئی ہزار سال کا یہ گیپ بھی پُر ہو جائے گا۔ قرآن اس بارے میں خاموش ہے۔ البتہ وہ موجود انسانوں کا مورث اعلیٰ آدم اور حوا کو قرار دیتا ہے۔ ملاحظہ ہو: 'یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا'، ''اے لوگو، ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تمھیں قوموں و قبیلوں میں منقسم کر دیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو'' (الحجرات ۴۹: ۱۳) وغیرہ آیات۔

تو یہاں سوال یہ پیدا ہو گا کہ مذکورہ ٹائم لائن میں آدم کون ہیں؟ آدم کس کو کہا گیا ہے۔ ذیل میں ہم اس گتھی کو سلجھانے کی کوشش کرتے ہیں:

مفسر قرآن جناب جاوید احمد غامدی صاحب سورۂ سجدہ کی ذیل کی آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''اَلَّذِیْٓ اَحْسَنَ کُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ. ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ. ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ. (۳۲: ۷-۹)

''(وہی کہ) جس نے جو چیز بھی بنائی ہے، خوب ہی بنائی ہے(۱)۔ انسان کی تخلیق کا آغاز اُس نے مٹی سے کیا(۲)، پھر اُس کی نسل حقیر پانی کے خلاصے سے چلائی،(۳) پھر اُس کے نوک پلک سنوارے اور اُس میں اپنی روح میں سے پھونک دیا(۴) اور تمھارے (سننے کے) لیے کان اور (دیکھنے کے لیے) آنکھیں اور (سمجھنے کے لیے) دل بنا دیے(۵) — تم کم ہی شکر گزار ہوتے ہو(۶)!''

ترجمہ کے حواشی:

۱۔ یعنی ایسی متناسب، موزوں اور اپنے اوصاف و خصائص کے لحاظ سے ایسی کامل بنائی ہے کہ اُس میں نہ کسی نقص کی نشان دہی کی جا سکتی ہے، نہ کوئی ترمیم پیش کی جا سکتی ہے۔

۲۔ یہ پہلے مرحلے کا بیان ہے، جب انسان کا حیوانی وجود تخلیق ہوا۔ اِس کے لیے وہی طریقہ اختیار کیا گیا جو انسان کی پیدایش کے لیے اب اختیار کیا جاتا ہے، اِس فرق کے ساتھ کہ اب جو عمل ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے، اُس وقت زمین کے پیٹ میں ہوا۔ چنانچہ مٹی کے وہی اجزا جو غذا کی صورت میں ہمارے اندر جاتے اور حقیر پانی کے خلاصے میں تبدیل ہو کر اُس عمل کی ابتدا کرتے ہیں جس سے انسان بنتے ہیں، اُس وقت سڑے ہوئے گارے کے اندر اِسی عمل سے گزرے۔ یہاں تک کہ جب خلقت پوری ہو گئی تو اوپر سے وہی گارا انڈے کے خول کی

طرح خشک ہو گیا جس کے ٹوٹنے سے جیتی جاگتی ایک مخلوق نمودار ہوئی جسے انسان کا حیوانی وجود کہنا چاہیے۔ اِس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ دوسری تمام مخلوقات بھی پہلی مرتبہ اسی طریقے سے وجود میں آئیں۔

۳۔ یہ دوسرا مرحلہ ہے جس میں اِس طرح بنائی جانے والی مخلوق نے اپنی نسل آپ پیدا کرنی شروع کر دی۔ چنانچہ وہی عمل جو زمین کے پیٹ میں ہوا تھا، اب وہ ماں کے پیٹ میں ہونے لگا۔ یہ انسان کا وہ دور ہے، جب وہ علم و ادراک سے محروم محض ایک ناتراشیدہ حیوان تھا۔

۴۔ یہ تیسرا مرحلہ ہے جس میں غالباً کئی نسلوں کے اختلاط سے انسان کے حیوانی وجود کو نک سک سے درست کیا گیا، یہاں تک کہ وہ اِس قابل ہو گیا کہ اُسے انسان کی شخصیت عطا کی جائے۔ چنانچہ اِس مخلوق کے جو افراد اُس وقت موجود تھے، اُن میں سے دو کا انتخاب کر کے خدا کی طرف سے ایک لطیف پھونک کے ذریعے سے جسے قرآن میں روح کہا گیا ہے، یہ شخصیت اُسے عطا کر دی گئی۔ یہی آدم و حوا تھے۔ اِس کے بعد جو انسان پیدا ہوئے، وہ سب اِنھی کی اولاد ہیں۔

قرآن کے اِس بیان سے، اگر غور کیجیے تو اُن تمام آثار کی نہایت معقول توجیہ ہو جاتی ہے جو سائنسی علوم کے ماہرین نے اب تک دریافت کیے ہیں اور جنھیں ڈارونیت کے علم بردار اپنی تائید میں پیش کرتے اور اِس طرح اُن گتھیوں کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو اُن کے نظریے میں نہ پہلے حل ہوئی ہیں، نہ آیندہ کبھی ہوں گی۔

۵۔ یہ نفخ روح کا نتیجہ ہے جس نے بصیرت و ادراک سے محروم ایک حیوان کے اندر سمع و بصر اور دل و دماغ کی وہ صلاحیتیں پیدا کر دیں جو تمام حیوانات کے مقابل میں اُس کے لیے وجہ امتیاز ہیں۔ چنانچہ اب وہ اِس قابل ہو گیا کہ اُسے مخاطب کر کے یہ کہا جا سکے کہ ہم نے تمھارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنا دیے۔ قرآن نے اِسی بنا پر صیغۂ غائب کو یہاں پہنچ کر صیغۂ خطاب میں تبدیل کر دیا ہے۔

۶۔ یعنی اِس کے باوجود کہ اِن سب مراحل سے گزر کر اُس مقام تک پہنچے ہو، جہاں اب اپنے آپ کو دیکھ رہے ہو، لیکن تمھارا حال یہ ہے کہ کم ہی شکر گزار ہوتے ہو۔ چنانچہ کبھی خدا کا انکار کرتے اور کبھی اُس کے شریک ٹھیرانے لگتے ہو۔''[۴۹]

ہمارے نزدیک یہی بہتر توجیہ ہے اور اسی مرحلہ کو ہم مرحلۂ آدم کہہ سکتے ہیں۔ مزید آیات دیکھیں:

'وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا'، ''اور اللہ نے تم کو زمین سے پودے کے مانند اگایا'' (نوح ۷۱:

۴۹۔ البیان، جلد چہارم سورۂ سجدہ، المورد: ادارۂ علم و تحقیق، لاہور۔

۱۷)یعنی انسان کے حیوانی وجود نے مٹی کے اندر سے جنم لیا جیسے کہ پودے زمین سے اگتے ہیں۔ اسی کے ہم معنی یہ آیتیں بھی ہیں:

'مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى'، ''مٹی سے ہی ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں ہم تم کو لوٹائیں گے اور پھر اسی سے ایک بار پھر نکال لیں گے'' (طٰہٰ ۲۰: ۵۵)۔

'وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا'، ''اور اللہ نے تم کو مختلف مراحل سے گزار کر خلق کیا'' (نوح ۷۱: ۱۴)۔ اس آیت میں بھی تخلیق کے مختلف مراحل کی طرف اشارہ ہے جن سے روایتی طور پر ماں کے پیٹ میں جنین کی مختلف حالتیں لی جاتی ہیں، مگر لفظ میں پوری گنجایش موجود ہے کہ اس سے ارتقا کے مختلف مراحل مراد لیے جائیں۔

یوں یہ سب آیات اس نظریہ کو موکد کرتی ہیں۔ یہ گویا پہلا مرحلہ ہوا۔

'كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ'، ''جیسا کہ ہم نے تم کو دوسرے لوگوں کی ذریت سے بنایا سنوارا'' (الانعام ۶: ۱۳۳)۔ اس میں 'مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ' معنی خیز ہے اور اس سے اشارہ ملتا ہے کہ مرحلۂ آدم میں آنے سے پہلے انسان دوسری گون کا تھا۔ مولانا عبد الماجد دریابادی کے مطابق ''یعنی نوع انسانی کے علاوہ کوئی اور ہی نئی مخلوق''[۵۰]۔

اس کے بعد والے مرحلہ میں جب انسان کا تسویہ ہو گیا تو وہ توالد و تناسل کے مرحلہ میں داخل ہوا اور اس مرحلہ کا تذکرہ ان آیات میں کیا گیا ہے:

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ. (الانبیاء ۲۱: ۳۰)

''اور اس نے ہر جان دار کو پانی سے پیدا کیا۔''

'هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا' (الفرقان ۲۵: ۵۴)۔

'وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ' (النور ۲۴: ۴۵) وغیرہ آیات۔

زمین پر زندگی کے ظہور، حیوانوں کے وجود اور انسان کے حیوانی وجود سے انسانی قالب میں ارتقا پر، جو اربوں سال گزرے، اس پر اس آیت کو بھی محمول کیا جا سکتا ہے: 'هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا' (الدھر ۷۶: ۱)۔ اس میں دہر سے وہ نو مہینے کی مدت مراد لینا بعید ہے، جب کہ انسان نو مہینے ماں کے پیٹ میں رہتا ہے۔ قرآن کریم میں ایسی کوئی آیت نہیں ہے جو صراحت کے ساتھ یہ کہتی ہو کہ آدم و حوا

۵۰۔ بحوالہ قانون تخلیق آدم و حوا، مولانا کبیر الدین فوزان قاسمی ۷۷۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

کی پیدایش ڈائریکٹ اور یک بارگی ہوئی"[۵۱]۔

یہ پیپر انسانی زندگی کے نشوو ارتقا سے براہ راست بحث نہیں کرتا، اور آدم کا تذکرہ بھی اس میں ثانوی حیثیت میں آیا ہے۔ یہاں ایک بار اسکالر جمشید اختر کی تحقیقات کی طرف قارئین کی توجہ ضرور مبذول کرائیں گے، جس میں انھوں نے علم جدید اور قرآن سے کشید کردہ معلومات میں تطابق دکھایا ہے[۵۲]۔

ارتقا کے سلسلہ میں عصر حاضر کے معروف فلسفی سید حسین نصر کی یہ راے بھی قابل لحاظ ہے کہ:

"The hypothesis of evolution itself a child of nineteenth century philosophy, becomes a dogma of biology presented to the world as an axiomatic truth and further more a mental fashion that pervades all realms so that one no longer studies anything in itself but only its evolution and history." (Man and Nature Page: 29 Mandala Books 1968 Uneven Publishers London)

"ارتقا کا مفروضہ جو خود انیسویں صدی کے فلسفہ کی پیداوار ہے، بایولوجی کا عقیدہ بن گیا ہے اور دنیا کے سامنے ایک مسلمہ حقیقت کے طور پر پیش کیا گیا اور ایک ذہنی فیشن بن کے ہر میدان میں سرایت کر گیا۔ چنانچہ اب کوئی بھی شخص کسی چیز کا مطالعہ نہیں کرتا، مگر صرف اس کے ارتقا یا تاریخ کا مطالعہ کرتا ہے"[۵۳]۔

ارتقائی پراسس پر مبنی اس انسانی تاریخ پر مسلمانوں کی طرف سے اب تک بڑا اعتراض یہی سامنے آیا ہے کہ اس کو تسلیم کر لینے کے نتیجہ میں انسان کی اشرفیت اور مخلوقات کے درمیان اس کے کمال کی نفی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ سید حسین نصر لکھتے ہیں[۵۴]:

"The purpose and aim of creation is in fact for God to come to know Himself through His perfect instrument of knowledge that is the Universal man. Man therefor occupies a particular position in this world. He is at the axis and centre of the cosmic milieu at once the

---

۵۱۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: مولانا کبیر الدین فوزان قاسمی، تخلیق آدم و عیسیٰ اور قرآن ۷۲-۸۳۔

۵۲۔ ملاحظہ ہو: قرآن کریم اور ارتقائے حیات کی جستجو ۱۳۴-۱۳۵۔

۵۳۔ Man and Nature Page: 29 Mandala Books 1968 Uneven Publishers London

۵۴۔ Man and Nature Page: 96 Mandala Books 1968 Uneven Publishers London

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

master and custodian of nature. By being taught the names of all things he gains domination over them. but he is given this power only because he is the vicegerent (khalifa) of God on earth and the instrument of His Will. Man is given the right to dominate over nature only by verute of his theomorphic make up, not as a rebel against heaven." (Man and Nature Page: 96 Mandala Books 1968 Uneven Publishers London)

''تخلیق کا مقصد اور ہدف در حقیقت خداوند عالم کو اپنے کامل آلے کے ذریعہ جاننا ہے۔اس کے لیے انسان اس دنیا میں ایک خاص مقام پر فائز ہے۔ فطرت کو اس کے لیے مسخر کیا گیا ہے۔وہ کائناتی فضا کے محور اور مرکز میں ہے۔اس کو اشیا کا علم دیا گیا ہے تاکہ وہ ان پر غلبہ حاصل کرے۔ لیکن اسے یہ اختیار صرف اس وجہ سے دیا گیا ہے کہ وہ زمین پر خدا کا خلیفہ اور اس کی مرضی برپا کرنے والے جارحہ کے مقام پر فائز ہے۔انسان کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ فطرت کی تسخیر اسی حیثیت میں کرے،نہ کہ خدا کا باغی ہو کر۔''

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

سر سید اور ارتقا

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی صاحب علم نے اسلاف یا ماضی کے اہل علم وفکر کے بارے میں کوئی بات کہہ دی اور معاصرین یا بعد والے اور یجنل مصادر اور سورسز سے اس کو چیک کیے بغیر اس نقل پر اعتماد کرکے اس کو آگے منتقل کرتے چلے گئے۔ علمی دنیا میں اس کو ایک مسلمہ مان کر دہرایا جانے لگا۔بہت بعد میں کسی کو توفیق ملی اور اُس نے اصل مصادر سے چیک کیا تو حقیقت سامنے آگئی۔مثال کے طور پر کہا جاتا ہے کہ ارتقا کے مسئلہ پر مسلمانوں کے علمی ماضی میں اس سے ملتی جلتی رائیں مختلف اصحاب فکر کے ہاں پائی گئی ہیں۔مثال میں ابن مسکویہ کی ''الفوز الاصغر''،اخوان الصفا کے مقالات،رومی کی شاعری،اور ''کتاب الحیوان'' میں الجاحظ کے بعض بیانات کو نقل کیا جاتا ہے۔لیکن Manufacturing Imposture The view on the Theory of Evolution through the Prism of Islam and Science by Abdelhaq M Hamza جو ایک جامع مضمون ہے، میں صاحب مقالہ نے یہ ثابت کیا ہے کہ ماضی کے جتنے لوگوں ابن مسکویہ،ابن خلدون، رومی وغیرہ کے حوالہ سے یہ جو بات اکثر کہی جاتی ہے کہ ان لوگوں کے ہاں انسانی ارتقا کا تصور کسی نہ کسی شکل میں پایا جاتا ہے تو یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے جو ان کے غلط ترجموں سے پیدا ہوئی ہے۔اصل متن کے مطالعہ سے ایسی کوئی بات ثابت نہیں ہوتی۔ بالکل یہی بات سر سید احمد خان کے بارے میں بھی کہی جاسکتی ہے۔علمی حلقوں

میں ان کے بارے میں یہ مشہور ہو گیا ہے کہ انھوں نے ڈارون کی تھیوری کو تسلیم کیا ہے۔ حالاں کہ یہ دعویٰ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ سر سید لکھتے ہیں:

"اس زمانے میں کہا جاتا ہے کہ ابتدا میں ہر ایک نوع حیوان کے پیدا کرنے کے لیے نیچر نے ایک ہی شے جان دار پیدا کی تھی جو دنیا میں پھیلی ہوئی تھی پھر ان ضروریات کے سبب جو اُس کو لاحق ہوتی گئیں اور موثرات خارجی کے سبب ایک ممتد زمانے میں اُس نے ترقی کی اور اُس کی جسمانی اور ذہنی حالت نے ایک ترقی یافتہ حالت پیدا کی۔ رفتہ رفتہ وہ اعلیٰ درجہ پر پہنچ گئی۔"

اس خیال پر تبصرہ کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں:

"اس مسئلہ کے لیے برہان لمی یا اولیات کے دلائل کی نسبت زیادہ ترقیاسی اور خیالی دلیلیں ہیں۔ اس مسئلہ کو ہم انقلاب کے مسئلہ سے تعبیر کرتے ہیں اور اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ پہلی قسم کا بندر اُس کی نسل رفتہ رفتہ ترقی پا کر ایک ممتد زمانہ میں انسان یا آدم بن گیا۔"[۵۵]

سر سید کے نزدیک ارتقا انسان کی ذہنی حالت میں ہوا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"قدرت نے بہت سے حیوانات میں ایک حد تک تربیت کا مادہ رکھا ہے جس سے جسمانی اور ذہنی حالت کو ترقی ہوئی۔ اس طرح انسان میں بھی ایک مادہ ہے جس سے اُس کی ذہنی قوت اور پرواز میں ترقی پائی جاتی ہے اور یہ بات کہ اُس کی ترقی کی حد کہاں تک ہے ابھی تک تحقیق نہیں ہوئی اور معلوم نہیں کہاں تک اُس کی ترقی کی حد ہوگی۔ اس لیے کہ انسان کی ذہنی قوت برابر ترقی کرتی چلی جاتی ہے۔"[۵۶]

ایک جگہ تو سر سید نے ڈارون کا نام لے کر باضابطہ اس کی تھیوری کی تغلیط کی ہے۔[۵۷]

ایک جگہ وہ لکھتے ہیں کہ:

"اس قسم کے انقلاب کے لیے اول ان دونوں نوعوں کا مستقل موجود ہونا ضروری ہے تاکہ شے ثالث وجود پذیر ہو، لہٰذا اس شے ثالث پر انقلاب شے ثانی کا اطلاق نہیں ہو سکتا ہے، بلکہ وہ ایک نیا نتیجہ ہے دو شیئوں کے اتحاد اور ملاپ کا، نہ انقلاب ایک شے کا دوسری شے میں۔ غرضیکہ یہ بات صحیح نہیں ہے کہ وہ حیوان جس

۵۵۔ مقالات سر سید، مرتب: مولانا محمد اسماعیل پانی پتی ۴۶/۴۔

۵۶۔ مقالات سر سید، مرتب: مولانا محمد اسماعیل پانی پتی ۴۶/۴۔

۵۷۔ مقالات سر سید، مضمون انسان کی پیدائش قرآن مجید کی رو سے ۳۰/۴۔

کو بندر کہتے ہیں مرور دہور میں ترقی کرتے کرتے اس صورت میں آگیا جسے انسان کہتے ہیں، بلکہ قانون قدرت کا سلسلۂ انتظام ایسی مناسبت سے واقع ہوا ہے کہ اُس نے ابتدا ہی سے مخلوق کو اسی مناسبت سے پیدا کیا ہے کہ اعلیٰ ادنیٰ سے موتیوں کی لڑی کے مثل مناسبت و مشابہت رکھتی ہے، اور اس لیے ضرور ہے کہ انسان سے نیچے ایک ایسی مخلوق ہو جو نہایت انسان کے مشابہ ہو اور اس کے نیچے ایسی مخلوق ہو جو اُس مخلوق سے جو انسان کے نیچے ہے مشابہ ہو۔"[۵۸]

تحقیق کے نتائج

۱۔ سائنس جو بیانیہ کائنات کے آغاز و ارتقا کا دیتی ہے، وہ قرآن کا مخالف نہیں ہے۔

۲۔ البتہ اس بیانیہ کی بنیاد پر وجود اور زندگی کی جو نیچرلسٹ تعبیر کی جاتی ہے، یعنی بگ ہسٹری یا تاریخ عظیم کی وہ تشریح جس سے تخلیق صرف اور صرف نیچر پر مبنی اور بغیر کسی خالق کے ثابت کی جاتی ہے، وہ قرآن کے مخالف ہے۔ مثلاً جس طرح اس کو رچرڈ ڈاکن اور کارل ساگان وغیرہ اپنے حق میں استعمال کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر کتاب "وقت کا سفر" پر اپنے مقدمہ میں کارل ساگان نے کہا:

"جیسا کہ ہاکنگ نے کھلے لفظوں میں کہا ہے کہ وہ خدا کے ذہن کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا اور اسی کوشش کا بہت غیر متوقع نتیجہ نکلتا ہے۔ کم از کم اب تک تو یہی کہا جا سکتا ہے کہ اس کائنات میں مکان (space) کا کوئی کنارا نہیں ہے۔ اور نہ ہی وقت یا زمان کا کوئی آغاز یا انجام ہے اور نہ ہی خالق کے کرنے کے لیے کچھ ہے۔"[۵۹]

کارل ساگان کورنل یونیورسٹی ایتھاکا نیویارک، مقدمہ۔ حالاں کہ خود اسٹیفن کا کہنا ہے کہ بڑے سائنس دان کائنات پر اتفاق کی عمل داری قبول نہیں کرتے:

"آئن اسٹائن نے کبھی یہ تسلیم نہیں کیا کہ کائنات پر اتفاق کی عمل داری ہے اس کے احساسات کا خلاصہ اس کے مشہور مقولہ میں اس طرح بیان ہوا ہے کہ "خدا کبھی چوسر نہیں کھیلتا۔""[۶۰]

۳۔ کائنات کے آغاز، زندگی کی شروعات، آسمان و زمین کی تخلیق اور خود انسان کی پیدایش سے متعلق قرآن جن الفاظ کا استعمال کرتا ہے، ان کے مفہوم میں پوری گنجایش ہے کہ جس طرح ان کی روایتی تشریح کی جاتی

۵۸۔ مقالات سرسید، مضمون انسان کی پیدائش قرآن مجید کی رو سے ۳۱/۴۔

۵۹۔ کارل ساگان کورنل یونیورسٹی ایتھاکا نیویارک، مقدمہ۔

۶۰۔ وقت کا سفر ۸۳۔

ہے،اسی طرح سائنسی حقائق کے مطابق تشریح کی جاسکتی ہے۔ اسکالر جمشید اختر کے لفظوں میں:

> ”عمومی طور پر نطفہ، قرار یاعلقہ کے دیدہ ودانستہ استعمال نے ایک ہی آیت کی مختلف ادوار میں گوناگوں تشریحوں کے امکانات پیدا کر دیے۔ معلومات در معلومات کی یہ صفت اس لیے ضروری تھی کہ ایک ہی آیت کے ذریعہ مختلف ادوار کی روز افزوں پیچیدگیوں کے درمیان ہدایت واضح ہونا تھی۔ تاکہ علم کے بلند تر ہوتے ہوئے معیار کے درمیان آیات قرآنی کو نہ صرف سمجھا جاسکے، بلکہ ان کی تشریح بھی کی جاسکے۔ قرآن کی ساخت کا حسن یہی ہے کہ علمی ترقی کے ساتھ ساتھ اس کا فہم بتدریج الفاظ کے مادوں کے معنی تک پہنچ رہا ہے۔“[٦١]

خاتمہ

اس پیپر میں جس مضمون پر گفتگو کرنے کی کوشش کی گئی ہے، وہ بڑا وسیع اور پھیلا ہوا ہے اور اس کے تمام اطراف کا احاطہ ایک مختصر پیپر میں کیا نہیں جاسکتا ہے۔ اس لیے اس موضوع پر مزید کام کرنے کی ضرورت ابھی باقی ہے۔ اور اس میں لازم یہ ہے کہ سائنس کا کوئی باقاعدہ طالب علم اس اسٹڈی کو انجام دے اور اس کے ساتھ قرآن کا ایک اسکالر ہو اور وہ دونوں مل کر قرآنی بیانات اور سائنسی تحقیق کا تقابل کریں، کیونکہ بغیر سائنس کے باضابطہ مطالعہ اور بغیر قرآن پر گہری تحقیق کے صحیح معنی میں اس موضوع پر ریسرچ کا حق ادا نہیں کیا جاسکتا۔ اس لحاظ سے ہمارا یہ مقالہ اس سلسلہ کا محض نقش اول ہے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

مصادر و مراجع

۱۔Stephen Hawking, A short history of Time اردو ترجمہ وقت کا سفر۔

2. Rechard De Witt, World Views an Introduction, Second Edition, Wiley -Blackwell.

3.Gerry A Coyne, Why Evolotion is True? Oxford university press 2009.

4. Merwa El-shakry, Reading Darwin in Arabic The university of Chicago press 2013.

٦١۔ جمشید اختر، قرآن کریم اور ارتقائے حیات کی جستجو، اردو ترجمہ: ڈاکٹر محمد ذکی کرمانی ۱۳۶۔

۵۔ مولانا وحید الدین خاں، علم جدید کا چیلنج، گڈورڈ بکس نظام الدین، نئی دہلی۔

۶۔ مولانا وحید الدین خاں، مذہب اور سائنس، گڈورڈ بکس نظام الدین، نئی دہلی۔

۷۔ مولانا وحید الدین خاں، اظہار دین گڈورڈ بکس نظام الدین، نئی دہلی، ۲۰۱۴ء۔

۸۔ ڈاکٹر محمد رفیع الدین، قرآن اور علم جدید، آل پاکستان ایجوکیشن کانگریس، لاہور۔

۹۔ مولانا شہاب الدین ندوی، قرآن اور سورج کی موت، فرقانیہ اکیڈمی، بنگلور۔

۱۰۔ مولانا شہاب الدین ندوی، قرآن اور دنیائے حیات، فرقانیہ اکیڈمی، بنگلور۔

11. Jamshed Akhtar, The Ultimate Revelation Oriole International book 1996.

12. Jamshed Akhtar, In search of our Origine, The Oriole Book publishers 2010.

اردو ترجمہ: قرآن کریم اور ارتقائے حیات کی جستجو، ڈاکٹر محمد ذکی کرمانی، ایویریز اکیڈمی، علی گڑھ۔

13. Jamshed Akhtar, The Fate or Universe, The Oriole Book publishers.

14. Yuwal Nuah Harari, Homo Sepein Harper Collins publishers inc.2015.

15. Nidal Ghassome, Kalam's necessary engagement with Science KALAM RESEARCH & MEDIA KNOWLEDGE VILLAGE, DUBAI.

۱۶۔ محمد ولی رازی، قرآن اور سائنسی انکشافات، اریب پبلیکیشنز نئی دہلی ۲۰۱۴ء۔

۱۷۔ ڈاکٹر فضل الرحمان، اسلام، اردو ترجمہ: محمد کاظم، مشعل بکس، لاہور۔

۱۸۔ ہارون یحییٰ، The creation of the Universe، فضلی اینڈ سنز، کراچی۔

۱۹۔ مولانا کبیر الدین فوزان قاسمی، تخلیق آدم و عیسیٰ اور قرآن، الحمد ریسرچ سینٹر، ریاض کالونی، علی گڑھ۔

۲۰۔ ابلیس و آدم، غلام احمد پرویز، ادارہ طلوع اسلام، لاہور۔

۲۱۔ جان اسکیل ایوری، ہم کون ہیں، ہم کہاں سے آئے ہیں؟ مشعل بکس، لاہور۔

۲۲۔ مقالات سرسید احمد خان، مرتبہ: محمد اسماعیل پانی پتی، مجلس ترقی ادب، لاہور، طبع دوم، ۱۹۸۸ء۔

۲۳۔ ابوالکلام آزاد، تفسیر ترجمان القرآن، اسلامی اکادمی، لاہور۔

۲۴۔ مورس بوکائیے، بائبل قرآن اور سائنس، اردو ترجمہ: ثناء الحق صدیقی۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۲۵۔جاوید احمد غامدی، البیان، المورد، لاہور۔

۲۶۔جارج گیمو:

FACTS & SPECULATIONS OF SCIENCE Infinity One two three
PROFESSOR OF PHYSICS UNIVERSITY OF COLORADO
ILLUSTRATED BT THE AUTHOR

۲۷۔رچرڈ فن مین:

The Character of Physical Law Richard Feynman The M.I.T Press Massachusetts Institute of Technology 1985.

۲۸۔انور شاہ کاشمیری، فیض الباری علی صحیح البخاری، دار الکتب العربیۃ، بیروت۔

۲۹۔سید حسین نصر:

Man and Nature Page:29 Mandala Books 1968 Uneven Publishers London.

۳۰۔متفرقات: تفاسیر قرآن: عبد الماجد دریا بادی، تفسیر ماجدی۔ ابو الاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، اور مختلف رسائل و جرائد۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com